از عدالت عظمی

ریاست یو۔ پی

بنام

راگھوبیر سنگھ

13 دسمبر 1996

[ایم ایم پنچھی اور کے ٹی تھامس، جسٹسز]

تعزیراتی ضابطہ، 1860 – دفعہ 364 / 304 قاعدے کے لحاظ سے دفعہ 34 – ٹرائل عدالت کے ذریعے سزا – عدالت عالیہ کے ذریعے بری – اپیل پر، عدالت عالیہ کو ٹرائل عدالت کے ذریعے منظور کردہ معقول حکم – ٹرائل عدالت کے ذریعے منظور کردہ سزا اور سزا میں مداخلت کرنے میں جائز نہیں ٹھہرایا گیا۔

شواہد ایکٹ، 1872 – دفعات 151 / 155 / 140 – گواہ کے اخلاقی کردار پر غیر مہذب اور بدنام سوال – گواہ کے بچے کو اغوا کر کے قتل کر دیا گیا تھا – بچے کی پدرانہ حیثیت اس مسئلے میں نہیں تھی – قاتل یہ ثابت کر کے نہیں بچ سکتا کہ ماں ناقص اخلاق کی تھی – کسی دوسرے گواہ یا فریق کا سہرا ہلا دینے کے لیے اس طرح کے سوال کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

ملزم (اے – 1) اور متوفی پی ڈبلیو 1 کے بھائی اور بیٹے تھے۔ اے – 1 نے ملزم اے – 2 کی بیٹی سے شادی کی اور دونوں ایک ہی شہر میں رہ رہے تھے۔ اپنے والد کی موت کے بعد سے، اے – 1 اپنی والدہ، پی ڈبلیو – 1 پر دباؤ ڈال رہا تھا کہ وہ اسے اپنے والد کی چھوڑی ہوئی جائیداد دے۔ لیکن وہ اس طرح کے دباؤ کے سامنے نہیں جھکی۔ ایک موقع پر، دونوں ملزم گاؤں گئے اور زمین کو ہلنا شروع کر دیا، جس کی پی ڈبلیو – 1 نے مزاحمت کی۔ اے – 1 نے اسے دھمکی دی کہ اگر وہ اپنی مزاحمت پر قائم رہی تو وہ اس کے باقی مرد وارث، متوفی کو ختم کر دے گا۔ لیکن اس نے اسے سنجیدگی سے نہیں لیا۔

29.11.1997 پر، جب متوفی بچہ سڑک کے کنارے کھیل رہا تھا، اس کی رہائش گاہ کے قریب، دونوں ملزموں نے اسے پکڑ لیا اور اسے پی ڈبلیو – 2 کے انجن شیڈ کی طرف گھسیٹ لیا۔ بچے کی چیخ سن کر اس کی ماں پی ڈبلیو – 1 اور کچھ پڑوسی اس جگہ پر جمع ہو گئے۔ لیکن جیسے ہی وہ بچے کو بچانے کے لیے آگے بڑھے، اے – 1 نے پستول نکالی اور انہیں جان سے مارنے کی دھمکی دی۔ اس کے بعد ملزم بچے کو انجن شیڈ کے اندر لے گیا اور اس کا گلا گھونٹ کر قتل کر دیا اور اس کی لاش کو گڑھے میں پھینک دیا۔ جب قاتل بھاگے تو پڑوسی شیڈ کی طرف بھاگے اور دیکھا کہ بچے کی لاش گڑھے میں ڈوبی ہوئی ہے۔

دونوں ملزموں کو گرفتار کر کے ٹرائل عدالت میں چیلنج کیا گیا۔ ٹرائل عدالت نے پی ڈبلیو ایس – 1، 2 اور 3 کے شواہد پر بھروسہ کیا اور

ملزم کو آئی پی سی کی دفعہ 34 کے ساتھ ساتھ دفعہ 364 اور 302 کے تحت مجرم قرار دیا۔

عدالت عالیہ کے دونفری بنچ نے مشاہدہ کیا کہ ٹرائل عدالت نے ڈی ڈبلیو- 1 کے بیان پر غور نہیں کیا، جو پی ڈبلیو- 1 کی بیٹی تھی اور سزا کو الٹ دیا۔اس لیے ریاست نے خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل دائر کی۔

اپیل کنندہ ریاست نے دعوی کیا کہ عدالت عالیہ دفاعی گواہ کے ساتھ منصفانہ سلوک اور ٹرائل عدالت کی طرف سے منظور کردہ معقول سزا اور سزا میں مداخلت کرنے میں مکمل طور پر بے جواز تھی۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے، یہ عدالت

منعقد 1.1۔اگر پی ڈبلیو ایس 1 سے 3 کے ثبوت کو قبول کر لیا جاتا تو ملزم سزا سے بچ نہیں پاتا۔لیکن عدالت عالیہ نے پی ڈبلیو- 1 کے شواہد کو صرف اس بنیاد پر خارج کر دیا کہ اس کی بیٹی، ڈی ڈبلیو- 1 نے اپنے اخلاقی کردار کا مذاق اڑایا اور شواہد کی قدر پر غور کرنے کے بجائے، کچھ غیر متعلقہ خصوصیات کو نظر انداز کیا اور پی ڈبلیو- 2 اور پی ڈبلیو- 3 کے دیگر شواہد کو نظر انداز کیا۔جہاں پی ڈبلیو- 1 نے ثبوت دیا کہ اس کے بیٹے کو قتل کیا گیا تھا، وہاں اس کی اخلاقی زندگی کی تحقیقات کرنے کی گنجائش بہت کم تھی۔قانون طوائف کے بچے کو بھی قتل کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ایسی صورت میں قاتل یہ ثابت کر کے فرار نہیں ہوسکتا کہ بچے کی ماں ناقص اخلاق کی تھی۔اس لیے دفاعی گواہ، ڈی ڈبلیو- 1 کا ثبوت کافی غیر ضروری اور غیر متعلقہ تھا۔چونکہ بچے کی پدرانہ حیثیت" مسائل میں موجود حقائق" میں نہیں تھی، اس لیے عدالت عالیہ کی پوری بحث جو ماں کے اخلاقی کردار پر مرکوز دکھائی دیتی ہے، مکمل طور پر نامناسب ہے۔[95-F-E؛ 98-B-A؛98-E]

2.۔فریق کے کسی دوسرے گواہ کا سہرا بلا دینے کی آڑ میں گواہوں سے غیر مہذب یا توہین آمیز الزامات لگانے کے سوالات کو عدالت عالیان کی طرف سے اجازت نہیں دی جانی چاہیے تھی۔ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 151 ہر ٹرائل کورٹ کو اس طرح کے سوالات سے منع کرنے کا اختیار دیتی ہے" حالانکہ اس طرح کے سوالات یا انکوائریوں کا عدالت سامنے سوال پر کچھ اثر پڑ سکتا ہے، جب تک کہ وہ مسائل کے حقائق سے متعلق نہ ہوں۔"لہذا، عدالت عالیہ نے اس طرح کی گواہی پر بھروسہ کرنے اور ایک اچھی طرح سے قابل سزا سزا کو تبدیل کرنے میں غلطی کی۔چونکہ ملزم اے- 1 کی اس اپیل کے زیر التواء ہونے کے دوران موت ہوگئی، اس لیے ٹرائل عدالت کے ذریعے منظور کردہ ملزم اے- 2 کی سزا ہی بحال کی جاتی ہے۔[97-C-B؛99-C-B]

محمد میاں بنام شہنشاہ، 32 بھارتیہ مقدمات 54 اور سبالا داس بنام اندرا کمار حزوا اور دیگر اے آئی آر (1923) کلکتہ 325، حوالہ دیا گیا۔

فوجداری اپیل کا عدالتی حد اختیار 1996: کی فوجداری اپیل نمبر 2051۔

1979 کے فوجداری اے نمبر 3030 میں الہ آباد عدالت عالیہ کے مورخہ 5.4.93 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے اے ایس پنڈیر کے لیے پرشانت کمار

جواب دہندہ کے لیے رویندر رانا (اے سی)

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

تھامس، جسٹس۔ اجازت دی گئی۔

یہ ریاست کی طرف سے ایک اپیل ہے جس میں قتل کے ایک معاملے میں دو ملزم منپال سنگھ (اے-1) اور اس کے سسر رگھوبیر سنگھ (اے-2) کو بری کرنے کے فیصلے کو چیلنج کیا گیا ہے۔ خصوصی اجازت عرضی کے زیر التواء رہنے کے دوران منپال سنگھ کی موت ہوگئی اور اس لیے ان کے خلاف عرضی ختم ہوگئی۔ لہذا ہم نے ریاست یوپی کے وکیل اور رگھوبیر سنگھ (اے-2) کے وکیل کو اپیل کی خوبیوں پر سنا۔

اس کیس میں ایک نابالغ لڑکے (اشوک) کا اغوا اور قتل شامل تھا۔ متاثرہ اشوک 6 سال کا تھا جب اسے قتل کیا گیا۔ وہ کوئی اور نہیں بلکہ ملزم منپال سنگھ کا سب سے چھوٹا بھائی تھا۔ اس پر اور اس کے سسر رگھوبیر سنگھ پر الزام لگایا گیا تھا کہ اس نے لڑکے کو اغوا کیا اور اس کا گلا گھونٹ کر قتل کر دیا اور لاش کو کچے کمرے میں ایک گڑھے میں پھینک دیا گیا جہاں ایک پمپنگ سیٹ رکھا گیا تھا۔ سیشن جج نے دونوں ملزموں کو آئی پی سی کی دفعہ 34 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 364 اور 302 کے تحت جرائم کا مجرم قرار دیا اور دونوں الزامات کے تحت بالترتیب پانچ سال کی سخت قید اور عمر قید کی سزا سنائی۔ لیکن الہ آباد عدالت عالیہ کے ایک ڈویژن بنچ نے سزا یافتہ افراد کی طرف سے دائر اپیل پر سزا کو کالعدم قرار دے دیا اور دونوں کو بری کر دیا۔ اس لیے ریاست نے بری ہونے کے فیصلے کو چیلنج کرتے ہوئے یہ اپیل دائر کی۔

مختصر حقائق: ملزم منپال سنگھ اور متوفی اشوک چوکی سنگھ کی تیسری بیوی رام سری (پی ڈبلیو-1) کے بیٹے تھے۔ ان کی بچیوں میں شیلا دیوی (ڈی ڈبلیو-1) شامل تھیں۔ وہ جلیشور گاؤں (ضلع ایٹا، یو۔ پی) میں رہ رہے تھے۔ ملزم منپال سنگھ نے ملزم رگھوبیر سنگھ (اے-2) کی بیٹی سے شادی کی اور اپنی شادی کے دو سال بعد اس نے اپنی رہائش گاہ آگرہ منتقل کر دی جہاں رگھوبیر سنگھ اپنے خاندان کے ساتھ رہ رہا تھا۔ ملزم منپال نے اپنے والد چوکی سنگھ پر زور دیا کہ وہ اسے زمین کی جائیدادوں کا آدھا حصہ دے اور منپال سنگھ نے اپنے والد سے فروخت کی آمدنی کو روک دیا جس نے اس کی زمین کا آدھا حصہ بیچ دیا۔ منپال سنگھ نے یہ رقم ایک مشترکہ منصوبے میں لگائی جسے وہ اپنے سسر کے ساتھ چلا رہے تھے۔ چوکی سنگھ کی موت کے بعد ملزم منپال سنگھ نے اپنی ماں پر دباؤ ڈالا کہ وہ اسے اس کے والد کی چھوڑی ہوئی جائیداد دے، لیکن اس کی ماں (رام سری-پی ڈبلیو-1) اس طرح کے دباؤ کے سامنے نہیں جھکی۔ واقعے سے کچھ دن پہلے دونوں ملزم جلیشور گاؤں گئے اور اس زمین کو جوتا جو اس کے والد نے پیچھے چھوڑی تھی۔ اس کی مخالفت پی ڈبلیو-1 رام سری نے کی۔ ملزم منپال

سنگھ نے پھر اسے دھمکی دی کہ اگر وہ اپنی مزاحمت جاری رکھے گی تو وہ باقی مرد وارث (اشوک) کو ختم کرنے میں بھی کوئی اعتراض نہیں کرے گا۔لیکن اس کی ماں نے اس دھمکی کو سنجیدگی سے نہیں لیا،لیکن اس بدقسمت دن اس دھمکی کو حقیقت بنا دیا گیا۔

29.11.1977 ۔پر جب بچہ اشوک اپنی رہائش گاہ کے قریب سڑک کے کنارے کھیل رہا تھا تو دونوں ملزم اس کے قریب گئے اور اسے پکڑ لیا۔جب انہوں نے اسے زبردستی گھسیٹنے کی کوشش کی تو بچہ چیخ اٹھا۔اس کی ماں رام سری اپنے بچے کی چیخیں سن کر گھر سے باہر نکلی اور واقعات دیکھ کر سخت آواز میں احتجاج کیا۔کچھ پڑوسی اس منظر کی طرف راغب ہوئے۔جیسے ہی انہوں نے دیکھا کہ دونوں ملزم بچے کو گردن سے گھسیٹ رہے ہیں، وہ متاثرہ کو بچانے کے لیے آگے بڑھے لیکن ملزم منپال سنگھ نے پھر پستول نکالی اور اسے اس سوال کے ساتھ دھمکی دی کہ "تم بھی مرنا چاہتے ہو؟"" پڑوسی پیچھے ہٹ گئے اور پھر دونوں ملزم بچے کو مہاراج سنگھ (پی ڈبلیو–2) کے انجن شیڈ میں لے گئے جو رام سری کے احاطے کے ساتھ واقع ہے۔انہوں نے بچے کا گلا گھونٹ کر اسے مار ڈالا اور لاش کو ایک گڑھے میں پھینک دیا جہاں پمپ سیٹ نصب تھا۔جب پڑوسیوں کو پتہ چلا کہ قاتل لڑکے کے بغیر کچھ کے کمرے سے پھسل گئے ہیں تو وہ بے چینی سے شیڈ کی طرف بھاگے اور گڑھے میں ڈوبی ہوئی بچے کی لاش کا خوفناک منظر دیکھا۔

اس معاملے کی اطلاع اگلے دن پولیس کو دی گئی۔دونوں ملزموں کو گرفتار کرلیا گیا اور تفتیش مکمل ہونے کے بعد دونوں ملزموں کو جرائم کے لیے چالان کیا گیا۔

استغاثہ کی کہانی سے رام سری (پی ڈبلیو–1) کے ساتھ ساتھ مہاراج سنگھ (پی ڈبلیو–2) اور عادل سنگھ (پی ڈبلیو–1) نے بات کی۔3) گاؤں کا پردھان کون تھا۔فاضل سیشن جج نے مذکورہ بالا شواہد کو قبول کیا اور انہیں مجرم قرار دیا اور انہیں مذکورہ بالا کے مطابق سزا سنائی۔

الہ آباد عدالت عالیہ کی دونفری بنچ (پولک باسو اور کے نارائن، جسٹس) جس نے سزا اور سزا کو کالعدم قرار دیا، نے ٹرائل عدالت کے فیصلے پر شدید تنقید کی۔دونفری بنچ نے سیشن جج پر حملہ کرتے ہوئے کہا کہ" اس نے دفاعی گواہ شیلا دیوی کے بیان کی بھی پرواہ نہیں کی ہے"۔اپیل کنندہ ریاست کی طرف سے دلیل دینے والے فاضل وکیل نے نشاندہی کی ہے کہ عدالت عالیہ کے دونفری بنچ نے سیشن جج کی طرف سے دفاعی گواہ کو دیے گئے منصفانہ لین دین اور اس کے ذریعے اس کے ثبوت پر عمل کرنے سے انکار کرنے کی صحیح وجوہات کو نظر انداز کر دیا ہے۔اس کے بعد وکیل نے دلیل دی کہ دونفری بنچ ٹرائل عدالت کی طرف سے منظور کردہ معقول سزا اور سزا میں مداخلت کرنے میں مکمل طور پر بلا جواز تھا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بچے اشوک کا گلا گھونٹ کر قتل کیا گیا تھا۔پوسٹ مارٹم کرنے والے ڈاکٹر دیا شنکر (پی ڈبلیو–4) نے پوسٹ مارٹم رپورٹ میں کافی اعداد و شمار دیے تھے تاکہ اس کے اس نتیجے کی تائید کی جا سکے کہ بچے کا گلا گھونٹ کر قتل کیا گیا تھا۔اس بات پر بھی کوئی اختلاف نہیں ہے کہ بچے کی لاش گڑھے کے پانی میں ملی تھی جس میں مہاراج سنگھ (پی ڈبلیو–2) کا پمپ سیٹ نصب کیا گیا تھا۔پی ڈبلیو– 1 رام سری، پی ڈبلیو– 2 مہاراج سنگھ اور پی ڈبلیو– 3 عادل سنگھ نے یک سرے سے کہا ہے کہ دونوں ملزموں نے بچے کو جسمانی طور پر اٹھا کر انجن شیڈ میں لے گئے اور بعد میں اغوا کار بچے کے بغیر کمرے سے باہر نکل گئے اور جب گواہ انجن روم میں داخل

ہوئے تو انہیں بچے کی لاش گڑھے میں پڑی ملی۔

اگر عدالت مذکورہ بالا ثبوت کو قبول کر لیتی ہے تو ملزم بچے کے قتل کی سزا سے بچ نہیں سکتا لیکن عدالت عالیہ کے دو نفری بنچ کے فاضل ججوں پی ڈبلیو- 1 رام سری کو صرف اس بنیاد پر بے دخل کر دیا کہ اس کی بیٹی شیلا دیوی (ڈی ڈبلیو-1) قابل اپنی ماں کے اخلاقی کردار کا مذاق اڑایا۔ سچے ڈی ڈبلیو- 1 شیلا دیوی نے اپنے ثبوت میں کہا کہ اس کی ماں اپنے شوہر چو کی سنگھ کی زندگی کے دوران بھی کسی رام پال کے ساتھ بدکاری میں رہ رہی تھی۔ بیٹی کی طرف سے لگائے گئے ان الزامات پر سیشن جج لاک اسٹاک اینڈ بیرل نے اس کے شواہد پر تفصیل سے بحث کرنے کے بعد یقین نہیں کیا۔ ہم یہاں سیشن جج کے فیصلے کا وہ حصہ نکال سکتے ہیں جو ڈی ڈبلیو- 1 کے ثبوت سے متعلق ہے :

"اس معاملے میں، قتل کے واقعے کے حوالے سے محترمہ رام سری کی گواہی غیر متزلزل رہی ہے۔ وہ زیادہ انحصار کی حقدار ہے کیونکہ وہ ملزم من پال سنگھ کی اپنی ماں ہے۔ دفاع نے یہ کہہ کر بھی اس کے کردار پر حملہ کرنے کی کوشش کی کہ اس کے رام پال کے ساتھ ناجائز تعلقات ہیں، جو مہاراج سنگھ (پی ڈبلیو-2) کا سدھود ہے۔ میں اس کوشش کو ملزم کو بچانے کا صرف ایک خام طریقہ سمجھتا ہوں۔ محترمہ رام سری کے خلاف الزام یہ تھا کہ ان کے مذکورہ رام پال کے ساتھ ناجائز تعلقات تھے۔ لیکن اس کی بیٹی محترمہ شیلا دیوی (ڈی ڈبلیو-1) جس سے دفاع میں پوچھ گچھ کی گئی ہے، کا کہنا ہے کہ محترمہ رام سری ایک ہی وقت میں رام پال اور ایک ایڈل سنگھ کے ساتھ ناجائز تعلقات رکھتی تھیں۔ وہ ایک بیان کے ساتھ سامنے آئی کہ اس کی ماں محترمہ رام سری نے اپنے والد کے ساتھ رہنا چھوڑ دیا تھا اور اپنے گاؤں کے دکاندار کی کوتری میں رہائش اختیار کی تھی جو اس کے رہائشی گھر سے کافی دور واقع تھی۔ اس نے مزید دعوی کیا کہ ایک شام اس نے خود اس کوتری میں رام پال کے ساتھ اسی چارے پر لیٹی ہوئی محترمہ رام سری کو دیکھا۔ اس کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ کوتری کا دروازہ گاؤں کی مرکزی گلی کے لیے کھول دیا گیا تھا اور متعلقہ وقت پر دروازے اندر سے بند بھی نہیں کیے گئے تھے۔ ظاہر ہے کہ محترمہ رام سری کا اس طرح کا بیان کسی بھی اعتبار کا مستحق نہیں ہے۔"

لیکن عدالت عالیہ کے دو نفری بنچ نے، بظاہر سیشن جج کی مذکورہ بحث کو نظر انداز کرتے ہوئے، درج ذیل الفاظ میں ٹرائل عدالت کے فیصلے کے خلاف نا گوار تنقید کی ہے:

"یہ عجیب بات ہے کہ فاضل سیشن جج نے دفاعی گواہ کے بیان کا حوالہ دینے کی پرواہ بھی نہیں کی اور ممکنہ طور پر اسے معلوم نہیں تھا کہ اس سے پوچھ گچھ کی گئی تھی کیونکہ اس نے اس مشاہدے کے ساتھ فیصلہ ختم کیا ہے کہ دفاع کی طرف سے دو آزاد گواہوں یعنی مہاراجہ سنگھ اور ایڈل سنگھ کو چیلنج کرنے کے لیے کوئی الزام نہیں لگایا گیا ہے جس کے لیے ڈی ڈبلیو- 1 محترمہ شیلا دیوی کا واضح بیان تھا جس کا پی ڈبلیو- 1 محترمہ رام شری کے جرح کے حوالے سے بھی کچھ تعلق تھا۔"

دو نفری بنچ نے فیصلے کے آخری حصے میں سخت الفاظ میں اس کا اعادہ اس طرح کیا: "یہ بدقسمتی کی بات ہے کہ فاضل سیشن جج نے ان کے (ڈی ڈبلیو- 1 شیلا دیوی کے) بیان پر غور بھی نہیں کیا۔" دو نفری بنچ کی طرف سے سیشن جج پر اس طرح کی بے بنیاد تنقید کرنا ناقابل قبول تھا جس نے ڈی ڈبلیو- 1 کے شواہد پر کافی حد تک بحث کرنے کے لیے تکلیف اٹھائی اور ڈی ڈبلیو- 1 کے شواہد پر انحصار نہ

کرنے کی مضبوط وجوہات پیش کیں۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا عدالت کو دفاعی گواہ کو اس معاملے میں اپنی ماں کے اخلاقی کردار پر اس طرح کے الزامات لگانے کی اجازت دینی چاہیے تھی جہاں مسئلہ یہ تھا کہ آیا ملزم نے اس کے بیٹے کو اغوا اور قتل کیا ہے؟ ایویڈنس ایکٹ کا دفعہ 140 اجازت دیتا ہے کہ " کردار کے گواہوں سے جرح کی جاسکتی ہے اور دوبارہ جرح کی جاسکتی ہے" ایکٹ کا دفعہ 155 مخالف فریق کو دفعہ میں مذکور طریقوں میں گواہ کے جمع کا مواخذے کی اجازت دیتا ہے۔تصور کیا گیا پہلا طریقہ ان افراد کے ثبوت پیش کرنا ہے جو گواہی دیتے ہیں کہ وہ گواہ کو جمع کے قابل نہیں سمجھتے ہیں۔کسی دوسرے گواہ یا فریق کا سہرا ابلا دینے کی آڑ میں گواہوں سے غیر مہذب یا توہین آمیز الزامات لگانے کے سوالات کی اجازت نہیں ہونی چاہیے تھی۔ایکٹ کی دفعہ 151 ہر ٹرائل کورٹ کو اس طرح کے سوالات سے منع کرنے کا اختیار دیتی ہے " حالانکہ اس طرح کے سوالات یا انکوائریوں کا عدالت سامنے سوالات پر کچھ اثر پڑ سکتا ہے جب تک کہ وہ مسائل کے حقائق سے متعلق نہ ہوں۔" (دفعہ 155 میں تصور کردہ دوسرے اور تیسرے طریقے اس تناظر میں متعلقہ نہیں ہیں)۔دفعہ میں تجویز کردہ چوتھا طریقہ محدود طبقے کے معاملات پر لاگو ہوتا ہے۔یہ ہے کہ" جب کسی شخص پر عصمت دری یا بدتمیزی کی کوشش کے الزام میں مقدمہ چلایا جاتا ہے، تو یہ دکھایا جاسکتا ہے کہ استغاثہ عام طور پر غیر اخلاقی کردار کا تھا"۔

محمد میاں بنام شہنشاہ، 52 انڈین مقدمات 54 میں پٹنہ عدالت عالیہ کے ایک ابتدائی فیصلے میں، اس بات کی نشاندہی کی گئی تھی کہ اگر کسی بھی بدنام معاملات سے متعلق انکوائری کسی گواہ کا سہرا ابلا دینے کے مقصد سے کی جاتی ہے تو" عدالت کا ان پر مکمل اختیار رہے اور وہ اس طرح کے سوالات کو منع کرسکتی ہے حالانکہ ان کا عدالت سامنے سوال پر کچھ اثر پڑ سکتا ہے۔" لیکن عدالت پاس اس طرح کے سوال کی ممانعت کرنے کا کوئی صوابدیدی اختیار نہیں ہوسکتا ہے، اگر وہ اس معاملے میں موجود حقائق سے متعلق ہوں یا اس بات کا تعین کرنے کے لیے ضروری معاملات سے متعلق ہوں کہ آیا اس معاملے میں موجود حقائق موجود ہیں یا نہیں۔سبالا داس بنام اندرا کمار حزوا اور دیگر (1923) کلکتہ اے آئی آر (کلکتہ 325) میں کلکتہ عدالت عالیہ کی ایک دونفری بنچ کو مخالف فریق کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراض پر غور کرنا پڑا جب جانچ کے دوران مدعا علیہ سے سوال کیا گیا کہ آیا مدعا علیہ کو کسی شخص نے حاملہ کیا تھا۔سوال کرنے والے وکیل نے اس بنیاد پر اس کا دفاع کیا کہ یہ متعلقہ تھا کیونکہ اس کے مؤکل کا مقدمہ تھا کہ مدعا علیہ کو اس کے شوہر کی زندگی کے دوران اس کی بدکاری کی وجہ سے جائیداد وراثت میں نہیں ملی تھی۔دونفری بنچ نے نشاندہی کی کہ اگر مسئلہ میں حقیقت یہ ہے کہ آیا مدعا علیہ کو اس کی بے حیائی کی وجہ سے جائیداد کے وارث ہونے کا حق نہیں تھا تو سوال متعلقہ ہوگا۔" اگر، تاہم، گواہ کے طور پر اس کے جمع کا مواخذہ کرنے کے لیے کہا گیا تھا،" عدالت کو اس طرح کے سوالات کو منع کرنے کے اپنے اختیارات پر غور کرنا ہوگا۔

اگر مسئلہ میں حقیقت بچے اشوک کی پدرانہ حیثیت سے متعلق تھی، تو شاید اس کی ماں کی اخلاقی زندگی سے کچھ مطابقت فرض کی جاسکتی تھی۔لیکن اس قتل کے معاملے میں جہاں بچے کی ماں نے ثبوت دیا کہ اس کے بیٹے کو قتل کیا گیا تھا، ہمیں ماں کی اخلاقی زندگی کی تحقیقات کرنے کی گنجائش بہت کم ملتی ہے۔قانون طوائف کے بچے کو بھی قتل کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ایسے معاملے میں قاتل یہ ثابت کر کے فرار نہیں ہوسکتا کہ بچے کی ماں ناقص اخلاق کی تھی۔اس لیے ہم ڈی ڈبلیو– 1 کے ثبوت کو اس معاملے میں بالکل غیر ضروری اور غیر متعلقہ قرار دیتے ہیں۔

بدقسمتی سے عدالت عالیہ کے دونفری بنچ نے دو دیگر بہت اہم گواہوں (پی ڈبلیو– 2 مہاراج سنگھ اور پی ڈبلیو– 3 عادل سنگھ) کے شواہد پر غور نہیں کیا۔ دونفری بینچ کی پوری بحث بچے کی ماں کے اخلاقی کردار پر مرکوز ہوگی۔ پی ڈبلیو– 2 مہاراج سنگھ اس معاملے میں اہم ہیں کیونکہ یہ واقعہ ان سے تعلق رکھنے والے انجن شیڈ کے اندر پیش آیا۔ پی ڈبلیو– 3 عادل سنگھ گاؤں کے پردھان تھے۔ دونوں گواہ متوفی کے گھر کے قریبی پڑوسی تھے۔ دونوں نے واضح الفاظ میں کہا کہ دونوں ملزموں کو اشوک کو انجن شیڈ میں گھسیٹتے ہوئے دیکھا گیا اور گواہوں نے اپنا احتجاج کیا لیکن حملہ آوروں کے قریب نہیں جا سکے کیونکہ انہوں نے مہلک ہتھیار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انتہائی جارحانہ موقف اختیار کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ جب ملزم اشوک کے بغیر انجن شیڈ سے باہر نکلے تو وہ شیڈ پر پہنچے اور اشوک کو گڑھے میں مردہ حالت میں پایا۔ ٹرائل عدالت نے ان کی گواہی پر مکمل انحصار کیا۔ لیکن عدالت عالیہ کے دونفری بنچ نے شواہد کی اہمیت پر غور کرنے کے بجائے کچھ غیر متعلقہ خصوصیات پر غور کیا اور پی ڈبلیو– 2 اور پی ڈبلیو– 3 کے شواہد کو بہت غلط طریقے سے پاس کیا۔

عدالت عالیہ نے پی ڈبلیو– 2 کے ثبوت کو قبول نہیں کیا، اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ اس میں کوئی موروثی کمزوری پائی گئی تھی، بلکہ اس وجہ سے کہ جس دن پی ڈبلیو– 2 کو ٹرائل کورٹ میں معزول کیا گیا تھا، ایک رام پال (جسے پی ڈبلیو– 1 رام سری کا پریمی کہا جاتا ہے) بھی عدالت کی عمارت میں موجود تھا۔ پی ڈبلیو– 1 اور پی ڈبلیو– 2 کے شواہد کے بارے میں عدالت عالیہ نے ایک عمومی تبصرہ کیا کہ اگر گواہ اس وقت آتے جب حملہ آور اشوک کو گھسیٹ کر لے جا رہے ہوتے تو رام سری اشوک کو بچانے کے لیے پہنچ جاتی۔ اس تناظر میں عدالت عالیہ نے پی ڈبلیو– 1 کے شواہد سے نمٹتے ہوئے مزید تبصرہ کیا کہ انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ لاش تیر رہی تھی یا پانی میں ڈوبی ہوئی تھی اور پھر بھی لاش کو باہر نکالنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ "کسی بھی ماں کے لیے یہ ناممکن ہے اگر وہ ایک ماں کے طور پر برتاؤ کر رہی ہوتی تو جسم کے پاس جانے سے گریز کرتی۔" مذکورہ تبصرہ ماں کے خلاف بہت بے رحم تھا۔ اس کا ذہنی توازن جب اس چونکا دینے والے منظر کا سامنا کرنا پڑا اور اس کے 6 سالہ کھیلتے بیٹے کی اچانک ہلاکت کی چونکا دینے والی خبر اس طرح نہیں ہو سکتی تھی جیسا کہ فاضل ججوں نے اس سے برتاؤ کرنے کی خواہش کی تھی۔

یہ نتیجہ اخذ کرنے کے لیے کافی ہے کہ متنازعہ فیصلے کے نتیجے میں انصاف کی غلطی ہوئی ہے کیونکہ ایک قابل قدر سزا کو پلٹ دیا گیا ہے۔ ہمیں عدالت عالیہ کے مذکورہ فیصلے کو پریشان کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے۔ لہذا ہم دوسرے ملزم رگھوبیر سنگھ کی بری ہونے کے فیصلے کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور ٹرائل عدالت کی طرف سے اس پر عائد سزا کو بحال کرتے ہیں۔ ہم ٹرائل عدالت کو ہدایت دیتے ہیں کہ وہ دوسرے ملزم رگھوبیر سنگھ کو سزا کی بقیہ مدت گزارنے کے لیے واپس جیل بھیجنے کے لیے فوری اقدامات کرے۔

بی۔کے۔ایس

اپیل کی منظوری دی جاتی ہے۔

Meraj U Din Sofi
2024.10.09 17:19
I am the author of this document